بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمہوریت سرمایہ دارانہ نظام میں موجود نجکاری (پرائیوٹائزیشن) کے تصور کی حفاظت کرتی ہے جس کی وجہ سے پاکستان میں بجلی مہنگی ہوگئی ہے

پاکستان میں بجلی کے بحران کی ذمہ دار حکومت بذاتِ خود ہے کیونکہ وہ جمہوریت کے ذریعے سرمایہ دارانہ نظام کو نافذ کررہی ہے۔ موجودہ سرمایہ دارانہ نظام نجکاری (پرائیوٹائیزیشن) کے ذریعے اس بات کو یقینی بناتا ہے کہ بجلی پیدا کرنے کے وسائل سے صرف چند مقامی اور غیر ملکی لوگ فائدہ اٹھائیں جبکہ عوام سختی اور مشقت میں مبتلا رہیں۔ نجکاری کے نتیجے میں بجلی کی قیمت بڑھائی جاتی ہے تاکہ نجی مالکان اپنے منافع میں بے تحاشا اضافہ کرسکیں۔ سال 2000ء سے 2004ء کے دوران ورلڈ بینک نے بجلی کی قیمتوں میں اپنی نگرانی میں اضافہ کروایا اور جس میں آج کے دن تک مسلسل اضافہ ہورہا ہے، جس کے نتیجے میں لوگ اب سردیوں کے دنوں میں بجلی کا جتنا بل دیتے ہیں اتنا بل وہ بجلی کے کارخانوں کی بڑے پیمانے پر نجکاری سے قبل، گرمیوں کے اُن دنوں میں دیا کرتے تھے جن دنوں میں بجلی کا استعمال اپنی انتہاء پر ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک طرف تو بجلی بنانے والی پرائیویٹ کمپنیاں بجلی کے پیداواری یونٹس کی مالک ہونے کی بناپر اپنی دولت میں بے تحاشا اضافہ کرتی ہیں تو دوسری طرف باقی معاشرہ مسلسل مہنگی ہوتی بجلی کی بناپر اقتصادی بدحالی کا شکار ہوجاتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے خود کو سود اور کیپیسٹی پے منٹ capacity payment کی مد میں ان نجی کمپنیوں کا اربوں روپوں کا مقروض کرلیا ہے کیونکہ جب بجلی کی طلب میں کمی واقع ہوتی ہے تب بھی حکومت کو ان کمپنیوں کے منافع کو یقینی بنانے کے لیے ادائیگیاں کرنی ہوتی ہیں۔ کئی سال سے گردشی قرض میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے جو 2008 میں ہماری کل ملکی پیداوار کا 1.6 فیصد (161 ارب روپے) تھا، اور جون 2020 میں بڑھ کر کل ملکی پیداوار کے 5.2 فیصد (2150 ارب روپے) تک پہنچ چکا تھا۔

بجلی کے پیداواری یونٹس پر سرمایہ دارانہ نظام کے کنٹرول کا فائدہ صرف استعماری طاقتوں اور موجودہ حکمرانوں کو پہنچتا ہے جبکہ عوام اس سے محروم رہتے ہیں

پاکستان میں بجلی 61.8 فیصد تھرمل ذرائع یعنی فرنس آئل اور گیس سے، 26 فیصد ہائیڈل یعنی پانی کے ڈیموں کے ذریعے اور 7 فیصد نیوکلیئر یعنی ایٹمی ری ایکٹروں کے ذریعے پیدا ہوتی ہے۔ پاکستان کی بجلی کی پیداواری صلاحیت اتنی ہے کہ پورا سال بجلی کی موجودہ طلب کو پورا کیا جاسکتا ہے۔ جہاں تک تھرمل ذرائع سے

بجلی پیدا کرنے کا تعلق ہے تو مسلم امہ دنیا کے 50 فیصد سے زائد تیل اور 45 فیصد گیس کے ذخائر کی مالک ہے۔ پاکستان میں تھر میں واقع کوئلے کا ذخیرہ دنیا کے چند بڑے کوئلے کے ذخائر میں سے ہے۔ جہاں تک مستقبل کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے دوسرے ذرائع سے بجلی پیدا کرنے کا تعلق ہے جیسا کہ سورج کی روشنی، ہوا اور پانی کی لہریں، تو امت میں ایسے بے شمار بیٹے اور بیٹیاں ہیں جو ان وسائل کو استعمال میں لا کر امت کی ضروریات کو پورا کرنے کا سامان کر سکتے ہیں۔

ان عظیم ذخائر کی نجکاری کے ذریعے مقامی اور غیر ملکی استعماری کمپنیاں بھرپور فائدہ اٹھاتیں ہیں۔ یہ کمپنیاں یا تو حکمرانوں کی حمایت سے کام کرتی ہیں یا براہِ راست حکمرانوں کے لیے کام کرتیں ہیں۔ لوگوں کا معاشی بدحالی میں مبتلا ہو جانا موجودہ حکمرانوں اور ان کے استعماری آقاؤں کے لیے فائدہ مند ہوتا ہے کیونکہ اس کے نتیجے میں لوگوں میں کرپٹ حکمرانوں کے ظلم کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے اور انھیں اکھاڑ پھینکنے کی صلاحیت میں کمی ہو جاتی ہے۔

توانائی اور ایندھن کے ذخائر سے حاصل ہونے والے فوائد کو عوام کے لیے محفوظ بنانا

سرمایہ داریت (کیپٹل ازم) اور کمیونزم کے برخلاف اسلام میں توانائی کے وسائل نہ تو ریاست کی ملکیت ہیں اور نہ ہی یہ کسی پرائیویٹ کمپنی کی ملکیت ہو سکتے ہیں بلکہ اسلام نے انہیں مسلمانوں کے لئے عوامی ملکیت قرار دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ **الْمُسْلِمُونَ شُرَكَاءُ فِي ثَلَاثٍ الْمَاءِ وَالْكَلَإِ وَالنَّارِ** "مسلمان تین چیزوں میں برابر کے شریک ہیں: پانی، چراہ گاہیں اور آگ (توانائی)" (ابوداؤد)۔ لہٰذا اگرچہ ریاستِ خلافت عوامی اور ریاستی اثاثوں کے امور کی دیکھ بھال کرتی ہے لیکن خلافت کو اس بات کا حق حاصل نہیں ہوتا کہ وہ کسی بھی عوامی اثاثے کو نجی ملکیت بنا دے، خواہ یہ کسی فرد کے لیے بنائی گئی ہو یا گروہ کے لیے، کیونکہ یہ اثاثے مسلمانوں کی مشترکہ ملکیت ہوتے ہیں۔ ان اثاثوں سے حاصل ہونے والی آمدن ریاستی اخراجات پر نہیں بلکہ صرف لوگوں کے امور کی دیکھ بھال اور عوامی سہولیات پر ہی خرچ کی جاسکتی ہے۔ یہ اصول تمام عوامی اثاثوں پر لاگو ہوتا ہے چاہے وہ توانائی کے وسیع ذرائع ہوں جیسا کہ تیل، گیس، بجلی وغیرہ یا معدنیات جیسا کہ تانبے، لوہے کی کانیں یا پھر پانی جیسا کہ سمندر، دریا، ڈیم یا پھر چراہ گاہیں اور جنگلات۔ یقیناً یہ بات ہر خاص و عام جانتا ہے کہ اگرچہ امت مسلمہ دنیا میں موجود تیل و گیس اور معدنیات کے بہت بڑے حصے کی مالک ہے لیکن اسلام کے معاشی

نظام کے نافذ نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان غربت کی دلدل میں ڈوبے ہوئے ہیں اور امت دنیا کے امور میں کوئی وزن نہیں رکھتی جبکہ ایسے ممالک دنیا کے امور پر چھائے ہوئے ہیں جو اس دولت کے بہت کم حصے کے مالک ہیں۔

خلافت سرمایہ دارانہ معاشی نظام کا خاتمہ کرے گی اور اسلام کے معاشی نظام کو نافذ کرے گی۔ اسلام کا نظام دولت کی تقسیم کو یقینی بناتا ہے اور اس مقصد کو حاصل کرنے کا ایک طریقہ بجلی کے پیداواری یونٹس کے ساتھ ساتھ کوئلہ، تیل اور گیس کو عوامی اثاثہ قرار دینا ہے۔ یہ اثاثے نہ تو نجی ملکیت میں دیے سکتے ہیں اور نہ ہی ریاستی ملکیت میں۔ ان اثاثوں کا انتظام ریاست سنبھالتی ہے تا کہ اس بات کو یقینی بنائے کہ ان کے فوائد رنگ، نسل، مسلک اور مذہب سے قطع نظر ریاست کے تمام شہریوں تک پہنچیں۔ خلافت توانائی جیسا کہ پیٹرول، ڈیزل، فرنس آئل وغیرہ پر عائد ٹیکسز کا خاتمہ کردے گی جس سے ان کی قیمت میں واضح کمی واقع ہو گی۔ اس بات کی اجازت نہیں کہ لوگوں سے ان وسائل کی قیمت ان کی پیداوار اور انھیں عوام تک پہنچانے پر اٹھنے والی لاگت سے زائد لی جائے، تاہم امت کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد زائد وسائل کو غیر مسلم غیر حربی ممالک کو فروخت کیا جاسکتا ہے اور ان وسائل سے حاصل ہونے والی کسی اضافی آمدن کو عوامی سہولیات کے منصوبوں پر ہی خرچ کر کے اس آمدن کو عوام کو ہی واپس لوٹانا لازم ہے۔ اسلام کی بجلی کی پالیسی خلافت کے زیر سایہ پاکستان میں زبردست صنعتی ترقی کا باعث بنے گی۔

حزب التحریر نے **ریاست خلافت کے دستور** کی دفعہ 137 میں اعلان کیا ہے کہ "تین طرح کی اشیاء عوام کی ملکیت ہوتی ہیں: (۱) ہر وہ چیز جو اجتماعی ضرورت ہو جیسے شہر کے میدان۔ (ب) ختم نہ ہونے والی معدنیات جیسے تیل کے کنوئیں۔ (ج) وہ اشیاء جو طبعی طور پر افراد کے قبضے میں نہیں ہوتی جیسے نہریں"۔ دستور کی دفعہ 138 میں لکھا ہے کہ "کارخانہ بحیثیت کارخانہ فرد کی ملکیت میں سے ہے، تاہم کارخانے کا وہی حکم ہے جو اس میں بننے والے مواد (پیداوار) کا ہے۔ اگر یہ مواد فرد کی ملکیت میں سے ہو تو کارخانہ بھی انفرادی ملکیت میں شمار ہو گا، جیسے کپڑے کے کارخانے (گارمنٹس فیکٹری)، اور اگر کارخانے میں تیار ہونے والا مواد عوامی ملکیت کی اشیاء میں سے ہو تو کارخانہ بھی عوامی ملکیت سمجھا جائے گا جیسے لوہے کے کارخانے (Steel Mill)"۔ اسی طرح دستور کی دفعہ 139 میں لکھا ہے کہ "ریاست کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ انفرادی ملکیت کی چیز کو عوامی ملکیت کی طرف منتقل کرے کیونکہ عوامی ملکیت میں ہونا مال کی نوعیت اور فطرت کی بنا پر ہوتا ہے، ریاست کی رائے سے نہیں"۔ اور دستور کی دفعہ 140 میں لکھا ہے کہ "امت کے افراد میں سے ہر فرد کو اس چیز سے فائدہ اٹھانے کا حق

ہے جو عوامی ملکیت میں داخل ہے۔ ریاست کے لئے جائز نہیں کہ وہ کسی خاص شخص کو عوامی ملکیت سے فائدہ اٹھانے یا اس کا مالک بننے کی اجازت دے اور باقی رعایا کو اس سے محروم رکھے"۔

19 رمضان 1443 ہجری	**حزب التحریر**
20 اپریل 2022ء	**ولایہ پاکستان**